صدی کا سرا!

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ، اما بعد :

اگرچہ مرزا غلام احمد صاحب کا دعویٰ نبوت و مسیحیت اپنے منطقی انجام کو پہنچ چکا ہے، تاہم مرزائی امت کی خیر خواہی کے لئے ہم ایک نیا اور اچھوتا نکتہ پیش کرتے ہیں، امید ہے وہ ان کے لئے غور و فکر کے نئے زاویئے مہیا کرے گا۔ لیجئے ذرا توجہ سے سنئے، "حقیقت الوحی" مرزا صاحب کی آخری دور کی تصنیف ہے، اس میں موصوف نے اپنی صداقت کی جو اول نمبر دلیل پیش کی ہے، وہ یہ ہے:

"پہلا نشان : قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ یبعث لہذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لہا دینہا۔ رواہ ابوداؤد۔ یعنی خدا ہر ایک صدی کے سر پر اس امت کے لئے ایک شخص مبعوث فرمائے گا، جو اس کے لئے دین کو تازہ کرے گا، اور اب اس صدی کا چوبیسواں سال جاتا ہے، اور ممکن نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودہ میں تخلف ہو....... اور یہ بھی اہلسنّت میں متفق علیہ امر ہے کہ آخری مجدد اس امت کا مسیح

موعود ہے' جو آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا' اب تنقیح طلب یہ امر ہے کہ یہ آخری زمانہ ہے یا نہیں؟ یہود و نصاریٰ دونوں قومیں اس پر اتفاق رکھتی ہیں کہ یہ آخری زمانہ ہے' اگر چاہو تو پوچھ کر دیکھ لو' مری پڑ رہی ہے' زلزلے آرہے ہیں' ہر ایک قسم کی خارق عادت تباہیاں شروع ہیں' پھر کیا یہ آخری زمانہ نہیں؟ اور صلحا اسلام نے بھی اس زمانہ کو آخری زمانہ قرار دیا ہے' اور چودھویں صدی میں سے بھی تیئیس سال گزر گئے ہیں' پس یہ قوی دلیل اس بات پر ہے کہ یہی وقت مسیح موعود کے ظہور کا وقت ہے (جی نہیں! آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ ناقل) اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں' جس نے اس صدی کے شروع ہونے سے پہلے دعویٰ کیا (بلا دلیل رجم بالغیب اور قیاس آرائی شرعی حجت نہیں۔ ناقل) اور میں ہی وہ ایک شخص ہوں' جس کے دعوے پر پچیس برس گزر گئے' اور اب تک زندہ موجود ہوں (نتیجہ؟ ناقل) اور میں ہی وہ ایک ہوں' جس نے عیسائیوں اور دوسری قوموں کو خدا کے نشانوں کے ساتھ ملزم کیا (کون سا نشان؟ آسمانی نکاح والا؟ سلطان احمد کی موت والا؟ یا عبداللہ آتھم کی موت والا؟ چہ خوب! ناقل) پس جب تک میرے اس دعوے کے مقابل پر انہیں صفات کے ساتھ کوئی دوسرا مدعی پیش نہ کیا جائے' تب تک میرا یہ دعویٰ ثابت ہے کہ وہ مسیح موعود' جو آخری زمانہ کا مجدد ہے' وہ میں ہی ہوں۔ (جب چودھویں صدی "آخری زمانہ" ہی نہیں تو آخری زمانہ کے مجدد ہونے کا دعویٰ ہی

لغو ہے۔ ناقل)"

(حقیقت الوحی ص ۱۹۳' ۱۹۴ روحانی خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۰' ۲۰۱)

مرزا صاحب کی اس طویل دلیل آرائی کا خلاصہ یہ ہے کہ :

۱ : ..... حدیث صحیح کے مطابق ہر صدی کے سر پر ایک مجدد کا آنا ضروری ہے' ورنہ فرمودہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (معاذ اللہ) غلط ہو جاتا ہے۔

۲ : ..... آخری زمانہ کے مجدد بالاتفاق اہل سنت حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔

۳ : ..... چودھویں صدی ہی آخری زمانہ ہے' جس کے بارے میں نزول مسیح کی پیش گوئی تھی۔

۴ : ..... اس صدی میں مرزا صاحب کے سوا کسی نے مجدد ہونے کا دعویٰ نہیں کیا' لہٰذا وہ بلا مقابلہ مجدد منتخب ہوئے۔

۵ : ..... اور جب وہ اس صدی کے مجدد ہوئے تو "مسیح موعود" بھی ہوئے۔

ہمیں مرزا صاحب کے ان مقدمات کے صحیح یا غلط ہونے سے بحث نہیں' البتہ یہ سوال ضرور اٹھتا ہے کہ کسی صدی کے تیئیس سال گزر جانا مسیح موعود کے ظہور کے وقت کی دلیل کیسے بن گئی؟ مختصر یہ کہ مرزا صاحب کی تصریح کے مطابق ان کا دور تجدید و مسیحیت چودھویں صدی تک محدود تھا' اور اب مرزا جی کی "مسیحی تجدید" کی میعاد پوری ہو چکی' اور ان کے تجدیدی کارناموں کا وقت مقدر گزر چکا' لہٰذا مرزا صاحب کی "مسیحی امت" سے درخواست ہے کہ اب کسی نئے مجدد کی آمد کیلئے جگہ خالی کیجئے :

"بس ہو چکی نماز مصلیٰ اٹھایئے"

مرزا صاحب نے چودھویں صدی کو "آخری زمانہ" سمجھ کر اپنی مسیحیت کی بنیاد رکھی' اور قاضی وقت نے فیصلہ کردیا کہ ان کی یہ بنیاد غلط تھی' لہذا "آخری زمانہ" کے لئے جس مسیح کی آمد کا انتظار ہے' وہ کوئی اور ہوگا۔ پس ثابت ہوا کہ مرزا غلام احمد صاحب "آخری زمانہ کا مجدد" نہیں تھے۔ اب مرزا صاحب کی "مسیحی امت" کو کہنا چاہئے کہ :

خود غلط بود آنچہ ماپندا شتیم

مرزا صاحب کے دعویٰ کا اہم ستون یہ حدیث تھی کہ "ہر صدی کے سر پر ایک مجدد آئے گا" اگر یہ حدیث صحیح ہے تو چونکہ صدی کا سر آن پہنچا ہے' اس لئے مرزا صاحب کی "مسیحی امت" کو نئے مجدد کیلئے مسلمانوں کی صف میں شامل ہوجانا چاہئے' اور اگر یہ حدیث صحیح نہیں تو مرزا صاحب کی مسیحیت بھی حرف غلط اور دعویٰ باطل تھی' مرزائیوں کو اب مزید متاع ایمان اس کے ہاتھ فروخت نہیں کرنی چاہئے۔

لطیفہ : جب کوئی سرکاری افسر کسی عہدے کا چارج لیتا ہے تو اس کا پرجوش استقبال کیا جاتا ہے' اور جب اس کی سروس ختم ہوتی ہے تو اس کے لئے "الوداعی پارٹی" کا اہتمام ہوتا ہے۔ مرزا غلام احمد نے جب عہدہ مسیحیت چودھویں صدی کا چارج لیا تو علمائے امت نے' جو دین متین کے ہمہ وقتی ملازم ہیں' حضرت مسیح موعود کا پرجوش خیر مقدم کیا' اور پھر کامل صدی تک ان کی خدمت و تواضع کے لئے ہر وقت کمربستہ رہے' اور بحمد اللہ اس میں غفلت و تساہل سے کبھی کام نہیں لیا' تاآنکہ مرزا جی کی سروس پوری ہوئی' اور ان کی

ریٹائرمنٹ کا وقت آیا تو ملت اسلامیہ کے نمائندوں پر مشتمل خصوصی کمیٹی کو "الوداعی پارٹی" کے فرائض سپرد ہوئے' دو ماہ تک رنگا رنگ تقاریب رہیں' بالاخر بتاریخ ۷ ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو چودھویں صدی کے "مسیح موعود" صاحب کو نہایت پر وقار انداز میں الوداع کہی گئی' اور انہیں اسلام سے رخصت کر دیا گیا۔ فالحمد للہ۔ کیا مرزا صاحب کی "مسیحی امت" کے لئے اس لطیفہ غیبی میں کوئی درس عبرت ہے؟

مرزا صاحب نے مختلف حیلوں بہانوں سے چودھویں صدی کو ظہور مہدی' نزول عیسیٰ اور خروج دجال وغیرہ کا حتمی وقت بتایا تھا' اور اس کے لئے کبھی اپنے کشف کے حوالے دیئے' کبھی تاریخی مادے نکالے' کبھی حساب جمل کی پناہ لی' کبھی سابقہ کتب کا نام لیا' کبھی نصوص قرآن و سنت کو بگاڑا' اور کبھی بزرگان دین کی آرا و قیاسات کا سہارا لیا' لیکن وقت نے خود فیصلہ کر دیا کہ یہ سب مرزا صاحب کی سخن سازی تھی' ورنہ ان امور کو "دلائل" کہنا ان کی توہین تھی۔ انہوں نے متعدد جگہ نواب صدیق حسن خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے حوالے سے بھی کہا ہے کہ وہ چودھویں صدی میں نزول مسیح کے قائل تھے' ذیل میں حضرت نواب صاحب کی تصریح اس سلسلہ میں نقل کی جاتی ہے' امید ہے مرزا صاحب کی امت کیلئے یہ حوالہ مفید ہوگا' نواب صاحب رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

> گویم شک نیست کہ تعیین تاریخ ظہور مہدی' یا نزول عیسیٰ' یا خروج دجال' یا جز آن از وقائع و فتن کہ اخبار و آثار بوقوع آں در آخر زمان بالاجمال وارد اند از پیش نفس خود بکشف' یا حساب نجوم' ۔

یا تخیل موہوم' یا مفہوم لغت' یا انتحال نصوص یا تاویل ادلہ تحریف کلام نبویست' ایں ہمہ ہاشود' لیکن وقت آن جز عالم الغیب و الشہادہ ہیچ یکے را معلوم نیست' ونہ امید علم اوست در آئندہ' و مدعی آں کاذب و مقرر آں خاطی است۔" (حج الکرامۃ ص ۴۳۰)

ترجمہ : "میں کہتا ہوں کہ ظہور مہدی' نزول عیسیٰ علیہ السلام' خروج دجال' یا ان کے علاوہ وہ واقعات اور فتن' جن کے آخری زمانہ میں وقوع کے بارے میں اخبار و آثار بالاجمال وارد ہیں' ان کی تاریخ کی تعیین اپنی طرف سے کرنا خواہ کشف سے ہو' یا حساب نجوم سے' وہمی تخیلات سے ہو یا مفہوم لغت سے' نصوص کے سرقہ سے ہو' یا دلائل (کتاب و سنت) کی تاویل سے' بہرحال کلام نبوی کی تحریف ہے' یہ ساری چیزیں بلاشبہ ہوں گی' لیکن ان کا وقت خدائے عالم الغیب والشہادہ کے سوا کسی کو بھی معلوم نہیں' نہ آئندہ اس کی امید ہے' جو شخص اس کا دعویٰ کرے' وہ جھوٹا ہے' اور جو شخص اس کی تائید و تصدیق کرے' وہ خطاکار ہے۔"

بنیادی غلطی

بعض اوقات ایک بنیادی غلطی انسان کو سنگین نتائج سے دوچار کردیتی ہے' مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کا دعویٰ مسیحیت اس کی بہترین مثال ہے' تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ امت اسلامیہ کا تیرہ سو سال سے متواتر عقیدہ تھا

کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں، اور قربِ قیامت میں آسمان سے نازل ہوں گے، حدیث کا ادنیٰ طالب علم بھی جانتا ہے کہ آخری زمانے میں آنے والے مسیح علیہ السلام کی جو تفصیلی علامات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائیں، ان میں سے ایک بھی مرزا غلام احمد مسیح قادیان پر صادق نہیں آتی، اور ان واضح علامات کی موجودگی میں مرزا صاحب کو "مسیح موعود" کہنا گویا زنگی کو کافور، اور بلی کو شیر کہنے کے مترادف ہے، مرزا صاحب خود بھی اس حقیقت سے بے خبر نہیں تھے، مگر ان سے بنیادی غلطی یہ ہوئی کہ انہوں نے فرض کرلیا کہ بس چودھویں صدی آخری زمانہ ہے، اور اسی آخری صدی میں ظہور مہدی اور نزول مسیح ہوگا۔ مرزا صاحب کے ایک حواری لکھتے ہیں :

> "ہم چھوٹے سے تھے تو ایک طرف اپنے بزرگوں سے سنا کرتے تھے کہ تیرھویں صدی سے بھیڑیوں نے بھی پناہ مانگی ہے، اور ہر چھوٹا بڑا یہی کہتا تھا کہ چودھویں صدی بڑی بابرکت ہوگی، کیونکہ اس میں امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تشریف لائیں گے۔"

(عسل مصفیٰ ج ۱ ص ۲۹ مصنفہ مرزا خدا بخش و مصدقہ مرزا غلام احمد قادیانی)

ظاہر ہے کہ چودھویں صدی میں ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ کا افسانہ محض ایک اٹکل پچو قیاس آرائی تھی، مگر مرزا غلام احمد مسیح قادیان نے اسے غلطی سے وحی منزل من اللہ سمجھ لیا، اور جب چودھویں صدی کے آغاز میں نہ مہدی آئے، نہ عیسیٰ علیہ السلام اترے، تو انہوں نے ازراہ کرم اس عہدہ جلیلہ

کو پر کرنے کے لئے اپنی خدمات پیش کردیں' اور مسند مسیحیت پر جلوہ افروز ہوتے ہی اسلام کے مسلمہ عقائد سے انحراف' اور نصوص میں مضحکہ خیز تحریف و تاویل کرکے ایک نیا "دین مسیحی" ایجاد کرڈالا۔

مرزا صاحب جب "آخری زمانہ" کا فلسفہ پیش کرکے اپنے "دین مسیحی" کی بنیادیں اٹھارہے تھے' اس وقت انہیں کیا خبر تھی کہ زمانہ جب ایک صدی سے دوسری صدی کی طرف کروٹ بدلے گا تو ان کی خود ساختہ مسیحیت کے تمام کس بل نکل جائیں گے؟ اور آنے والا مورخ ان کا نام بھی انہی مسیحان کذاب کی فہرست میں شامل کرے گا' جن کے بارے میں مرزا صاحب کی مصدقہ بائبل کے مطابق حضرت مسیح علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا:

> "اور جب وہ زیتون کے پہاڑ پر تھا' اس کے شاگردوں نے الگ اس کے پاس آکر کہا کہ ہم کو بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی؟ اور تیرے آنے' اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا؟ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار! کوئی تم کو گمراہ نہ کردے' کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے' اور کہیں گے "میں مسیح ہوں" اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کردیں گے۔" (متی ب ۲۴' آیت ۳-۵)

دیکھئے! حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ پیشین گوئی کس صفائی سے حرف بحرف پوری ہوئی' بہت سے لوگوں نے لبادہ مسیحیت اوڑھ کر خلق خدا کو گمراہ کیا' مگر چند دن بعد ان کے دعاوی کا سارا ملمع اتر گیا' ٹھیک یہی قصہ مسیح قادیان کے ساتھ پیش آیا' انہوں نے اپنی مسیحیت کی گواہی میں چودھویں صدی کو پیش کیا تھا' مگر آج خود انہی کا پیش کردہ گواہ ان کے کذب و افترا کی شہادت دے رہا

ہے' کاش قادیانی مسیحیت کے سحرزدہ لوگوں کو اب بھی اپنی بنیادی غلطی کی اصلاح کے لئے توفیق ارزانی ہو جائے۔

سات ستمبر کے بعد

گزشتہ سال ریاست ربوہ کے خلیفہ مرزا ناصر صاحب اپنے مریدوں کو دھماکہ خیز بشارتیں سنا رہے تھے' ادھر مرزائی' مسلمانوں کو اعلانیہ دھمکیاں دے رہے تھے کہ عنقریب ہماری حکومت آنے والی ہے' مگر قدرت کو کچھ اور منظور تھا' ۲۹ر مئی کو ربوہ اسٹیشن کا حادثہ پیش آیا' جو ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے "مرزائی غیر مسلم اقلیت" فیصلے پر منتج ہوا۔ وللہ الامر من قبل و من بعد۔ ۷ر ستمبر کا آئینی فیصلہ مرزائی عزائم کے لئے صاعقہ آسمانی ثابت ہوا' جس سے مرزائیوں کے خیالی محلات پیوند زمین ہو گئے' اور ان کا سب کیا دھرا خاک میں مل گیا' اس آئینی فیصلہ سے مرزائیت پر کیا گزری؟ اس کا معمولی سا اندازہ ذیل کے مکتوب سے کیا جاسکتا ہے جو "الفرقان' ربوہ" کے مدیر کے نام ان کے ایک مرزائی دوست نے لکھا ہے' اور جو مکتوب الیہ کے بقول "صدہا خطوط" میں سے ایک ہے:

> "محب محترم ابوالعطا صاحب! السلام علیکم! میں قریباً پانچ ماہ سے بستر پر پڑا ہوں' پرانی بیماری عود کر آئی ہے' عزیز ڈاکٹر منور احمد نائیجریا سے نہیں آیا تھا کہ میں بیمار ہو گیا تھا۔ بیماری میں پنجاب پاکستان میں سخت ہنگاموں' لوٹ مار' لڑائی' جلائی' بائیکاٹ وغیرہ سے

سخت پریشانی رہی' اور آخر میں اب ایسی سخت پریشانی بھٹو صاحب نے ڈال دی ہے کہ میری رہتی سہتی جان بھی اب ختم ہونا چاہتی ہے' یا اس ملک سے نکل جانا چاہتی ہے' اس ملک کے واسطے ہم نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر چندے دیئے' کوششیں کیں' لاہور ۱۹۴۰ء والے ریزولیوشن کے پاس کرنے میں لاہور جاکر شامل ہوا' پھر پاکستان بنا' گھر امرتسر والا فسادیوں نے جلاکر خاک کردیا' یہاں آئے' سات آٹھ برس تک قائد اعظم کے پاکستان کا اثر رہا' پھر یہاں فساد ہوئے' دکان جلائی گئی' مکان لوٹ لیا گیا' مارشل لاء لگا' پھر اب ۲۰ برس کے بعد مارشل لا کی سی حالت ہوئی' پھر پٹائی ہوئی' بائیکاٹ ہوا' آگیں لگیں' لوگ گورنمنٹ کے قابو نہ آئے تو ہمیں جو قریباً" دو سو برس سے جن کے اجداد مسلمان چلے آتے تھے' اور ان کی اولاد کو' جن میں پکے مسلمان صاحب کشوف ولی اللہ بھی تھے' اب بھٹو صاحب نے' جن کو ہم نے ووٹ دیکر اپنا ممبر کھڑا کیا' ہمیں ہی غیر مسلم کا فتویٰ دیکر مسلمانوں سے نکال دیا۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ ہی اب صرف میرے پرانے عالم دوستوں میں سے رہ گئے ہیں' آپ کو میں عالم اور اپنا دوست ہونے کی وجہ سے مشورہ لینے کے لئے یہ خط لکھ رہا ہوں' آپ مجھ بیمار' غریب' نادار' کمزور' بجھے ہوئے دل اور پریشان دماغ والے اپنے دوست کو کیا مشورہ دیتے ہیں؟ میرا دل چاہتا ہے کہ اس ملک سے نکل جاؤں' وہاں ہی

مروں' اور پھر سلسلہ کا خیال کرکے اور بھی ڈراؤنی صورتیں نظر آرہی ہیں' احمدیوں (مرزائیوں) کا کیا بنے گا؟ تبلیغ کا کیا بنے گا؟ اتنی محنت ہماری اب کیسے اوپر کو چلے گی؟ اس خیال سے کہ باہر تبلیغ ہم کرتے ہیں' اور ہمیں ہی غیر مسلم یہاں ملک نے بنادیا ہے' اس کا جواب کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے ہم کمزوروں پر اتنا سخت ابتلا کیوں ڈال دیا ہے؟

خاکسار

آپ کا پرانا دوست

غمزدہ

ڈاکٹر محمد منیر امرتسری

۱۰-۹-۷۴ء"

(الفرقان ربوہ ستمبر ۱۹۷۴ء)

۷ ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے آئینی فیصلہ کے بعد بہت سے سعادت مندوں کو مرزائیت سے تائب ہوکر دوبارہ حلقہ اسلام میں آنے کی توفیق ہوئی' اور بعض نے مرزا محمود احمد سابق خلیفہ ربوہ کی سنت کے مطابق تقیہ نفاق کا لبادہ اوڑھ لیا۔ مرزا بشیر الدین صاحب سابق خلیفہ ربوہ کے نزدیک جو لوگ ان کے ابا حضور (مرزا غلام احمد) کی خود ساختہ نبوت پر ایمان نہیں لائے' وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں' مگر حکیم نور دین کے زمانے میں جب وہ حج کے لئے مکہ مکرمہ گئے تو بلا تکلف انہی کافروں کی اقتدا میں نمازیں پڑھتے رہے۔ (مباحثہ راولپنڈی ص ۲۲۶) بعد میں اپنے ڈیرے پر آکر ان کو لوٹا لیتے ہوں گے۔ صنادید

مرزائیت بھی کچھ دنوں تک مبہوت رہے' اور ان پر "نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن" کی کیفیت طاری رہی' تاہم محتاط لفظوں میں قومی اسمبلی اور اسلامیان پاکستان پر طنزو تحقیر' اور طعن و تشنیع کے تیرو نشتر بھی چلاتے رہے' لیکن جلد ہی مرزائیت کی شکستہ کشتی کی اصلاح و مرمت کے لئے تدابیر سوچی گئیں' ایک اطلاع کے مطابق ربوہ میں نیا قطعہ اراضی حاصل کیا گیا' اور جہاں تہاں سے مرزائیوں کو لاکر انہیں وہاں آباد کرنے' اور اسرائیل کی طرح اسے ناقابل تسخیر اسٹیٹ بنانے کا نیا نقشہ مرتب کیا گیا' آئینی فیصلہ میں تعویق و التوا کے لئے دوڑ دھوپ کی گئی' مسلمانوں کے درمیان تفریق و انتشار پیدا کرنے' اور انہیں ایک دوسرے سے لڑانے کے لئے خاکے مرتب کئے گئے' پاکستان کی ملت اسلامیہ اور حکومت کے خلاف نفرت پھیلانے کیلئے بیرون ملک خوب پروپیگنڈا کیا گیا' اور قصر خلافت ربوہ سے جنوری ۱۹۷۵ء میں نئی خوشخبری سنانے کا اعلان ہوا' جس کے نہ معلوم کیا کیا منصوبے زیر غور ہوں گے۔

زور آور حملے

مختصر یہ کہ ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کے بعد مرزائیت پر یاس و قنوط کی فضا چھا گئی تھی' مگر صنادید مرزائیت نے اس نیم بسمل کو "الہامات" کے انجکشن دیکر پھر مرزائیت کے غلبہ و اعلا کے سبز باغ دکھانے شروع کردیئے' چنانچہ اوپر ڈاکٹر محمد منیر صاحب کا جو خط درج کیا گیا ہے' اس پر مدیر "الفرقان" (ابوالعطا اللہ دتہ صاحب) نے یہ نوٹ لکھا ہے :

"مذہبی تاریخ پر نظر رکھیں کہ ہر زمانے کے فرستادہ کو دنیا کے

لوگ اسی طرح دھتکارتے رہے' مگر آخر کار سچائی کی فتح ہوتی رہی ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد) کے الہام پر غور فرمائیں کہ :"دنیا میں ایک نذیر (مرزا) آیا پر' دنیا نے اس کو قبول نہ کیا' لیکن خدا اسے قبول کرے گا' اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کردے گا۔"

اس الہام کے ذکر کرنے سے مدیر "الفرقان" کا مقصد مرزائی برادری کو یہ تسلی دینا ہے کہ مسلمانوں کا مذہب مرزا جی کے الہام کے مطابق سچا نہیں' بلکہ مرزا جی کا "مسیحی مذہب" سچا ہے' اور خدا (معاذ اللہ) اسلام کے مقابلہ میں اس کی سچائی ظاہر کرنے کے لئے زور آور حملے کرے گا۔

فرزند جلیل؟

اب مرزائیت بزعم خود "خدا کے زور آور حملوں" کیلئے تیار' اور نئے اسلحہ سے مسلح ہوکر میدان وغا (کارزار) میں پھر خم ٹھونک کر نکلی ہے' اور مسلمانوں کی غیرت کو للکارنے کی "مقدس مہم" کا آغاز پھر سے ہورہا ہے' ملاحظہ فرمایئے :

(الف) "چونکہ سیدنا مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) اس آخری زمانہ میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرزند جلیل کی حیثیت میں احیا وغلبہ اسلام کی غرض سے بھیجے گئے تھے......."

(روزنامہ الفضل ربوہ ۹ر دسمبر ۷۴ء)

(ب) "اللہ تعالی نے جب اس زمانہ میں آنخضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے بموجب آنحضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے

فرزند جلیل حضرت مسیح موعود (مرزا صاحب) کو احیا و غلبہ اسلام کی
غرض سے مبعوث کرنے کا ارادہ فرمایا تو......"

("الفضل" ۱۹ر دسمبر ۱۹۷۴ء)

مرزائیت کی بوالعجمی دیکھو! مرزا غلام احمد ایسے اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کو کس ڈھٹائی کے ساتھ بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا "فرزند جلیل" باور کرایا جاتا ہے' اور جو شخص خود حلقہ اسلام میں داخل نہیں' اسے "اسلام کے احیا و غلبہ" کیلئے مبعوث بتایا جاتا ہے :

تفو بر تو اے چرخ گردان تفو !

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین
و صلی اللہ تعالی علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین۔

(بینات محرم ۱۳۹۵ھ مطابق فروری ۱۹۷۵ء)